جنازہ کا مسئلہ

نماز جنازہ میں غیر مقلدین اور احناف میں اختلاف پایا جاتا ہے جس کی وضاحت کرنے کی ضرورت ہے۔

غیر مقلدین کا مذہب:

پہلی تکبیر کے بعد فاتحہ پڑھیں۔امام آواز سے پڑھے اور مقتدی آہستہ۔[1]
جنازہ میں امام کو قرأت، دعا اونچی آواز میں پڑھنی چاہیئے۔جنازہ میں تکبیر چار، پانچ، چھ بھی کہہ سکتے ہیں:

احناف کا مذہب:

نیت کے بعد پہلی تکبیر ۔ پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد دوسری تکبیر ، پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے لئے درود شریف اس کے بعد تیسری تکبیر ۔ پھر میت کے لئے دعاء اوراس کے بعد چوتھی تکبیر، پھر سلام۔

سورۃ فاتحہ کا پڑھنا بطور قرأت ضروری نہیں، یعنی نماز جنازہ دعاء ہے۔مکمل نماز نہیں کہ نماز کی طرح اس میں قراءت لازم ہو، نماز جنازہ آہستہ آواز میں ہے، خواہ امام ہو یا مقتدی، نماز جنازہ میں تکبیریں صرف چار ہیں۔پانچ یا چھ نہیں۔پہلی تکبیر کے بعد رب تعالیٰ کی حمد و ثناء ہے لیکن حمد و ثناء کے

---

1 صلوٰۃ الرسول ص ۴۳۳

الفاظ مقرر نہیں، اگر سورۃ فاتحہ بطور قراءت نہیں بلکہ بطور حمد وثناء پڑھے تو جائز ہے۔ اسی طرح دوسری تکبیر کے بعد درود شریف کے الفاظ بھی مقرر نہیں، البتہ نماز والا درود شریف پڑھے تو جائز ہے۔ ایسے ہی تیسری تکبیر کے بعد دعاء بھی مقرر نہیں، بلکہ مختلف دعائیں احادیث میں موجود ہیں۔

جن احادیث میں فاتحہ پڑھنے کا ذکر ہے ان کا مطلب یہی ہے کہ فاتحہ کو بطور حمد وثناء پڑھا جائے تو درست ہے۔ تاکہ دوسری احادیث سے مطابقت ہو جائے جن میں صرف حمد وثناء کا ذکر ہے۔

تفصیل ملاحظہ ہو:

حدثنا حفص بن غياث، عن أشعث، عن الشعبي، قال في التكبيرة الأولى, يبدأ بحمد الله والثناء عليه, والثانية صلاة على النبي صلى الله عليه وسلم, والثالثة دعاء للميت, والرابعة للتسليم۔[2]

ترجمہ: شعبی کہتے ہیں کہ پہلی تکبیر میں (یعنی اللہ اکبر کہنے کے بعد) ابتداء اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء سے کرے۔ دوسری تکبیر کے بعد نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم پر درود شریف پڑھے اور تیسری کے بعد میت کے لئے دعاء اور چوتھی کے بعد سلام۔

[2] مُصنف ابن أبي شيبة ج٣ ص ٢٩٥

حدثنا محمد بن فضيل، عن العلاء بن المسيب، عن أبيه، عن علي، أنه كان إذا صلى على ميت يبدأ بحمد الله ويصلي على النبي صلى الله عليه وسلم، ثم يقول: اللهم اغفر لأحيائنا وأمواتنا، وألف بين قلوبنا، وأصلح ذات بيننا، واجعل قلوبنا على قلوب خيارنا۔[3]

ترجمہ: علاء ابن مسیّب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب میت پر نماز پڑھتے تو ابتداء اللہ تعالیٰ کی حمد سے کرتے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم پر درود شریف پڑھتے پھر میت کے لئے دعاء کرتے (جو حدیث میں مذکور ہے)۔

حدثنا عبدة بن سليمان، عن يحيى بن سعيد، عن سعيد بن أبي سعيد المقبري، أن رجلا سأل أبا هريرة فقال: كيف تصلي على الجنازة؟ فقال أبو هريرة أنا لعمر الله أخبرك أكبر، ثم أصلي على النبي صلى الله عليه وسلم، ثم أقول: اللهم عبدك، أو أمتك، كان يعبدك لا يشرك بك شيئا، وأنت أعلم به، إن كان محسنا فزد في إحسانه، وإن كان مخطئا فتجاوز عنه، اللهم لا تفتنا بعده، ولا تحرمنا أجره۔[4]

ترجمہ: سعید مقبری کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ تم نماز جنازہ کس طرح پڑھتے ہو؟ تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، بے شک اللہ کی قسم میں تمہیں خبر دیتا ہوں، میں تکبیر کہتا ہوں پھر میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں پھر دعاء کرتا ہوں اللهم عبدك الخ

---

[3] مُصنف ابن أبي شيبة ج٣ ص ٢٩٥

[4] مُصنف ابن أبي شيبة ج٣ ص ٢٩٥

حدثنا وكيع، عن سفيان، عن أبي هاشم، عن الشعبي، قال: سمعته يقول: في الأولى ثناء على الله تعالى, وفي الثانية صلاة على النبي صلى الله عليه وسلم, وفي الثالثة دعاء للميت, وفي الرابعة تسليم۔[5]

ترجمہ: ابو ہاشم کہتے ہیں کہ میں نے شعبی کو کہتے ہوئے سنا کہ پہلے تکبیر کے بعد وہ اللہ تعالیٰ کی ثناء پڑھ رہے تھے اور دوسری کے بعد نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم پر درود شریف اور تیسری کے بعد میت کے لئے دعاء اور چوتھی کے بعد سلام۔

مَالِکٌ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ، كَيْفَ يُصَلِّي عَلَى الْجَنَازَةِ؟فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَنَا، لَعَمْرُ اللهِ، أُخْبِرُکَ. أَتَّبِعُهَا مِنْ أَهْلِهَا. فَإِذَا وُضِعَتْ كَبَّرْتُ. وَحَمِدْتُ اللهَ. وَصَلَّيْتُ عَلَى نَبِيِّهِ. ثُمَّ أَقُولُ: اللَّهُمَّ عَبْدُکَ، وَابْنُ عَبْدِکَ، وَابْنُ أَمَتِکَ. كَانَ يَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ أَنْتَ. وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُکَ وَرَسُولُکَ. وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ. اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ مُحْسِناً، فَزِدْ فِي إِحْسَانِهِ. وَإِنْ كَانَ مُسِيئاً، فَتَجَاوَزْ عَنْ سَيِّئَاتِهِ. اللَّهُمَّ لاَ تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ. وَلاَ تَفْتِنَّا بَعْدَهُ۔[6]

ترجمہ: سعید مقبری اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ تم نماز جنازہ کیسے پڑھتے ہو۔ تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم میں تمہیں بتاتا ہوں میں جنازہ والے گھر سے ہی اس کے ساتھ چلتا ہوں، جب جنازہ رکھ دیا جاتا ہے تو تکبیر کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی حمد پڑھتا ہوں اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم پر درود پڑھتا ہوں، پھر کہتا ہوں (دعا کرتا ہوں) اللهم عبدک الخ۔

---

[5] مُصنف ابن أبي شيبة ج۳ ص ۲۹۵

[6] لموطأ الناشر: مؤسسة زايد بن سلطان آل نهيان للأعمال الخيرية والإنسانية - أبو ظبي — الإمارات ج۲ ص ۳۱۹

تنبیہ: مؤطاُ امام مالک کی جو حدیث ابھی ذکر کی ہے اس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پہلے تکبیر کے بعد حمد کا ذکر کیا۔ لیکن مصنف ابن ابی شیبہ سے جو حدیث کے متصل پہلے ذکر کی اس میں صرف درود شریف اور دعاء کا ذکر ہے۔ ممکن ہے سوال ہی ان دو تکبیروں کے متعلق ہو۔ اور ممکن ہے کہ سھو کتابت ہو۔

فائدہ: جو حدیث مؤطاُ امام مالک میں ہے۔ وہی مؤطا امام محمد میں بھی مذکور ہے اور اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد امام محمد رحمہ اللہ نے ذکر فرمایا:

وبهذا نأخذ لا قراءة على الجنازة وهو قول أبي حنيفة رحمه الله۔[7]

ترجمہ: ہم اس پر عمل کرتے ہیں کہ جنازہ میں قراءت (فاتحہ کا پڑھنا یا کسی اور سورۃ کا پڑھنا) ثابت نہیں اور یہی قول امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ کا ہے۔

نماز جنازہ میں قراءت نہیں:

جنازہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر درود شریف اور میت کے لئے دعاء ہے۔ جنازہ مکمل نماز نہیں، بلکہ کچھ کچھ نماز کی طرح ہے۔ کیونکہ نماز والی شرائط پائی جاتی ہیں باوضوء ہونا، ستر عورت، قبلہ کی طرف متوجہ ہونا وغیرہ لیکن مکمل نماز بھی نہیں کیونکہ جنازہ میں رکوع نہیں۔ سجدہ نہیں۔ قعدہ نہیں۔ اسی طرح قرأت بھی نہیں کہ یہ کہا جائے۔ کہ امام فاتحہ کو بلند آواز سے پڑھے، قرأت کا لازم ہونا صرف نماز میں ہے۔

[7] التعليق الممجد بشرح موطأ محمد ج ٢ ص ٢٣٥

آیئے ان-احادیث کی طرف توجہ فرمائیں جن میں قرأت نہ ہونے کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔

مالک عن نافع: أن عبد الله بن عمر كان لا يقرأ في الصلاة على الجنازة۔[8]

ترجمہ: حضرت نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نماز جنازہ میں قرأت نہیں کرتے تھے۔

قرأت نہ کرنے میں سورۃ فاتحہ بھی آگئ اور دوسری سورتیں بھی آگئیں۔ جب صحابہ کرام قرأت نہیں کرتے تھے تو قرأت پر زور دینا کس مقصد کے لئے؟

حدثنا أبو بكر قال ثنا إسماعيل بن علية عن أيوب عن نافع أن بن عمر كان لا يقرأ في الصلاة على الميت۔[9]

ترجمہ: حضرت نافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں بے شک ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نماز جنازہ میں قرأت نہیں کرتے تھے۔

حدثنا إسماعيل بن علية عن أيوب عن محمد أنه كان لا يقرأ على الميت۔[10]

ترجمہ: حضرت ایوب کہتے ہیں محمد ابن سیرین رضی اللہ عنہ میت پر (نماز جنازہ میں) قرأت نہیں کرتے تھے۔

---

[8] موطأ الإمام مالک الناشر: دار إحياء التراث العربي—مصر ج ۱ ص ۲۲۸

[9] مصنف ابن أبي شيبة المصنف في الأحاديث والآثار الناشر: مكتبة الرشد—الرياض ج ۲ ص ۲۹۲

[10] مصنف ابن أبي شيبة المصنف في الأحاديث والآثار الناشر: مكتبة الرشد—الرياض ج ۲ ص ۲۹۳

حدثنا عبد الأعلى وغندر، عن عوف، عن أبي المنهال، قال: سألت أبا العالية عن القراءة في الصلاة على الجنازة بفاتحة الكتاب، فقال: ما كنت أحسب أن فاتحة الكتاب تقرأ إلا في صلاة فيها ركوع وسجود۔[11]

ترجمہ: ابو المنهال کہتے ہیں میں نے ابو العالیہ رضی اللہ عنہ سے نماجنازہ میں سورۃ فاتحہ کے پڑھنے کے متعلق سوال کیا، انہوں نے کہا میں یقین سے کہتا ہوں کہ فاتحہ صرف ان نمازوں میں پڑھی جاتی ہے۔ جن میں رکوع و سجود ہے یعنی نماز جنازہ میں جب رکوع و سجود نہیں تو کامل نماز بھی نہیں، اس لئے اس میں فاتحہ یا کسی اور سورۃ کی قرآت بھی نہیں۔

حدثنا وكيع، عن موسى بن علي، عن أبيه، قال: قلت لفضالة بن عبيد هل يقرأ على الميت شيء؟ قال: لا۔[12]

ترجمہ: موسی بن علی کہتے ہیں میں نے فضالہ بن عبیدہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا میت پر (نماز جنازہ میں) کوئی قرآت ہے؟ انہوں نے فرمایا نہیں۔

حدثنا أبو معاوية، عن الشيباني، عن سعيد بن أبي بردة، عن أبيه، قال: قال له رجل أقرأ على الجنازة بفاتحة الكتاب؟ قال: لا تقرأ۔[13]

ترجمہ: سعید ابن ابی بردہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ان سے پوچھا کہ میت پر جنازہ پڑھتے ہوئے کیا میں سورہ فاتحہ پڑھ لیا کروں؟ تو انہوں نے کہا تم نہ پڑھو۔

حدثنا حفص بن غياث، عن حجاج، قال: سألت عطاء عن القراءة على الجنازة، فقال: ما سمعنا بهذا۔[14]

---

11 مُصنف ابن أبي شيبة ج۳ ص۲۹۸
12 **مُصنف ابن أبي شيبة ج۳ ص۲۹۹**
13 **مُصنف ابن أبي شيبة ج۳ ص۲۹۹**
14 **مُصنف ابن أبي شيبة ج۳ ص۲۹۹**

ترجمہ: حجاج نے کہا میں نے عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ نماز جنازہ میں قرأت ہے؟ تو انہوں نے کہا میں نے (قرأت کے متعلق) کچھ نہیں سنا۔

حدثنا وكيع، عن سعيد، عن عبد الله بن إياس، عن إبراهيم، وعن أبي الحصين، عن الشعبي قالا: ليس في الجنازة قراءة۔[15]

ترجمہ: ابو طاؤس کہتے ہیں کہ میرے باپ اور عطاء دونوں ہی نماز جنازہ میں قراءت کا انکار کرتے تھے۔ یعنی نماز جنازہ میں کوئی قرأت نہیں۔

حدثنا معتمر بن سليمان، عن إسحاق بن سويد، عن بكر بن عبد الله؟ قال: لا أعلم فيها قراءة۔[16]

ترجمہ: بکر ابن عبد اللہ کہتے ہیں کہ مجھے کوئی علم نہیں کہ نماز جنازہ میں بھی قرأت ہے۔ اس سے بھی واضح ہوا کہ نماز جنازہ میں اگر قرأت لازم ہوتی تو اسی طرح بچہ بچہ جانتا جس طرح کہ نماز میں قرأت کے لازم ہونے کو بچہ بچہ جانتا ہے۔

حدثنا يحيى بن أبي بكير، قال: حدثنا محمد بن عبد الله بن أبي سارة، قال: سألت سالما فقلت: القراءة على الجنازة؟ فقال: لا قراءة على الجنازة۔

ترجمہ: عبد اللہ بن ابی ساری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سالم رضی اللہ عنہ سے نماز جنازہ میں قرأت کے متعلق سوال کیا، تو انہوں نے کہا نماز جنازہ میں کوئی قرأت نہیں۔

اس حدیث میں بہت واضح طور پر ذکر ہے کہ نماز جنازہ میں کوئی قرأت نہیں۔ نماز جنازہ میں فاتحہ کو پڑھنا لازم قرار دینے والے ان احادیث کو نہ سمجھ سکے۔

---

[15] مصنف ابن أبي شيبة ج٣ ص٢٩٩

[16] مصنف ابن أبي شيبة ج٣ ص٢٩٩

وَرُوِيَ عن عبد الرحمن بن عَوْفٍ وَابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهم أَنَّهُمَا قَالَا ليس فيها قِرَاءَةُ شَيْءٍ من الْقُرْآنِ۔[17]

ترجمہ: حضرت عبد الرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما دونوں ہی کہتے تھے کہ نماز جنازہ میں قرآن پاک کی قرأت نہیں۔

رُوِيَ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ {أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ صَلَاةِ الْجِنَازَةِ هَلْ يُقْرَأُ فِيهَا؟ فَقَالَ: لَمْ يُوَقِّتْ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلًا وَلَا قِرَاءَةً}، وَفِي رِوَايَةٍ دُعَاءً وَلَا قِرَاءَةً كَبِّرْ مَا كَبَّرَ الْإِمَامُ وَاخْتَرْ مِنْ أَطْيَبِ الْكَلَامِ مَا شِئْتَ، وَفِي رِوَايَةٍ وَاخْتَرْ مِنْ الدُّعَاءِ أَطْيَبَهُ۔[18]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا کہ نماز جنازہ میں قراءت ہے ؟ تو انہوں نے کہا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ہمارے لئے کوئی کلام اور کوئی قراءت مقرر نہیں فرمائی، ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ نے ہمارے لئے کوئی قراءت اور کوئی دعا مقرر نہیں فرمائی۔ امام جب تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو۔ جو کلام بہتر تمہیں پسند آئے وہی پڑھ لو۔ اور ایک روایت میں جو دعاء تمہیں بہتر نظر آئے وہی پڑھ لو۔

اس حدیث پاک سے اور زیادہ وضاحت ہو گئی کہ نماز میں حمد وثناء ہے لیکن الفاظ کوئی اس کے لئے مقرر نہیں، بلکہ کوئی بھی حمد وثنا ہو پڑھ لی جائے۔ اور دعاء کے لئے بھی کوئی الفاظ مقرر نہیں جو چاہئے دعاء کر لے۔

وہ جلیل القدر حضرات جو نماز جنازہ میں فاتحہ کی قرأت کے قائل نہیں:

---

[17] بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع ج ۱ ص ۳۱۳

[18] بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع ج۳ ص ۲۹۷

ابن وهب عن رجال من أهل العلم عن عمر بن الخطاب وعلى بن أبي طالب وعبد الله ابن عمر وعبيد بن فضالة وأبي هريرة وجابر بن عبد الله وواثلة بن الاسقع والقاسم وسالم بن عبد الله وابن المسيب وربيعة وعطاء ويحيى بن سعيد أنهم لم يكونوا يقرؤن في الصلاة على الميت (وقال مالک) لیس ذلک بمعمول به انما هو الدعاء أدرکت أهل بلادنا على ذلک۔[19]

ترجمہ: ابن وہب کہتے کتنے اہل علم جن میں عمر ابن خطاب، علی ابن ابی طالب، عبد اللہ بن عمر، عبید بن فضالتہ ابو ہریرہ، جابر بن عبد اللہ واثلہ ابن اوسقع، قاسم، سالم بن عبد اللہ، ابن مسیّب، ربیعہ، عطاء یحیی بن امام مالک رضی اللہ عنہم میت پر نماز جنازہ پر قرأت کا کوئی اعتبار نہیں اور نہ ہی ہمارے علاقہ کے اہل علم کا اس پر عمل ہے۔

پہلی تکبیر کے بعد سورۃ فاتحہ ثناء کے طور پر پڑھنا جائز ہے:

اصل بات یہ ہے کہ عوام مسائل سے بے خبر ہوتے ہیں باریک فرق کو سمجھنے کی طرف توجہ نہیں دیتے، اس لئے ان کو دھوکہ دینا آسان ہوتا ہے۔

قرآن پاک کا بحیثیت تلاوت پڑھنا اور ہے بحیثیت قراءت پڑھنا اور ہے۔ بحیثیت ثناء یا دعاء اور ہے قراءت کا حکم صرف نماز میں پڑھنے پر صادق آتا ہے، کہ نماز میں قرأت فرض ہے۔ جہاں قرأت فرض ہوگی وہاں قرآن پاک سے کوئی سورت پڑھنا ضروری ہوگا۔

تلاوت کی غرض سے پڑھنا عام ہے خواہ نماز میں پڑھے یا نماز کے باہر نماز کے باہر پڑھنا فرض نہیں ثناء اور دعاء کی غرض سے پڑھنے کا یہ مطلب ہے کہ قرآن پاک کی وہ آیات جن میں اللہ پاک کی حمد و ثناء پائی جاتی ہے۔ ان کو صرف حمد و ثناء کی غرض سے پڑھا جائے۔

---

[19] المدونۃالکبری ج ا ص ۲۸۷

اور جن آیات میں دعائیہ کلمات ہیں ان کو دعاء کی غرض سے پڑھنا بحیثیت دعاء کے پڑھنا کہلاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ جنبی آدمی یا حیض ونفاس والی عورت قرآن پاک کی آیات بطور دعاء تلاوت کرسکتی ہیں، لیکن تلاوت کی غرض سے نہیں پڑھ سکتے۔بے وضوء شخص بحیثیت تلاوت قرآن کو پڑھے تو پڑھ سکتا ہے، لیکن بحیثیت قرأت (یعنی نماز میں قراءت کی غرض سے) نہیں پڑھ سکتا۔

اب اس فرق کے بعد واضح ہوگیا کہ قرآن پاک کا ثناء کی غرض سے پڑھنا اور ہے۔ قرأت کی غرض سے اور ہے لہذا جن احادیث سے نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا ثابت ان میں ثناء کالحاظ کیا گیا ہے۔ قرأت کا نہیں اگر یہ اعتبار نہ کیا جائے تو جو احادیث قرأت کی ممانعت کی ذکر کی گئی ہیں اور جن جلیل القدر صحابہ کرام کا قرأت سے انکار ذکر کیا ہے ان تمام کی مخالفت لازم آئے گی۔

اور جو صورت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے متبعین کی ہے اس میں تمام احادیث پر عمل ہو جاتا ہے۔اب واضح ہوا کہ یہ شوروغل یہ اشتہار بازی، یہ دھوکہ دہی، یہ چالبازی کی حنفی جنازہ میں فاتحہ نہیں پڑھتے جب کہ احادیث میں فاتحہ کے پڑھنے کا ذکر ہے، بیکار ہے۔

فاتحہ کا پڑھنا قرأت کے طور پر منع ہے، امام کا بلند سے آواز سے پڑھنا منع ہے۔ اسے حنفی حضرات نہیں مانتے۔ کوئی ثناء کے طور ثناء کی جگہ پڑھے تو حنفی انکار نہیں کرتے عوام کو دھوکہ دینا تو آسان ہے لیکن اہل علم کو مشکل ہے۔

فاتحہ والی حدیث:

عن طلحة بن عبد الله بن عوف قال صليت خلف ابن عباس رضي الله تعالى عنهما على جنازة فقرأ بفاتحة الكتاب قال ليعلموا أنها سنة۔ [20]

[20] عمدة القاري شرح صحيح البخاري ج ۱۲ ص ۴۴۸

ترجمہ: حضرت طلحہ ابن عبد اللہ ابن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز جنازہ ادا کی انہوں نے سورۃ فاتحہ پڑھی۔ اور کہا تاکہ تم جان لو کہ یہ سنت ہے۔

عن ابن عباس أن النبي صلى الله عليه وسلم قرأ على الجنازة بفاتحة الكتاب۔[21]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں بے شک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھی۔

مقام توجہ:

غیر مقلدین کے عقیدہ کے ایک عظیم پیشوا علامہ ابن قیم کے ایک قول کی طرف خصوصی توجہ فرمائیں۔

ويذكر عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه أمر أن يقرأ على الجنازة بفاتحة الكتاب ولا يصح إسناده۔[22]

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم سے جو یہ ذکر کیا جاتا ہے کہ آپ نے جنازہ میں سورۃ فاتحہ کے پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ ان روایات کی اسناد صحیح نہیں ہیں۔

علامہ ابن قیم کی اس وضاحت سے ایک عظیم بات یہ حاصل ہوئی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی طرف نسبت والی احادیث جب صحیح الاسناد نہیں تو فاتحہ کے پڑھنے یا نہ پڑھنے میں بظاہر صحابہ کرام میں اختلاف نظر آتا ہے کیونکہ پہلے کئی جلیل القدر صحابہ کرام کا ذکر کیا ہے جو قرأت سے منع فرماتے تھے۔ لیکن در حقیقت کوئی اختلاف نہیں جنہوں نے منع فرمایا انہوں نے

---

21 سنن ابن ماجه الناشر: دار الفكر—بيروت ج ١ ص ٤٧٩

22 زاد المعاد في هدي خير العباد الناشر: مؤسسة الرسالة-مكتبة المنار الإسلامية-بيروت—الكويت ج ١ ص ٤٨٥

قرأت سے منع کیا جنہوں نے اجازت دی انہوں نے ثناء کی اجازت دی۔یہی خوبی ہے امام اعظم رحمہ اللہ کی فراست کی ہے کہ انہوں نے احادیث کو صحیح سمجھا اور جہاں تک ممکن ہو ااحادیث میں تطبیق دی۔

جنازہ کی تکبیریں:

جنازہ کی تکبیروں کے متعلق روایات مختلف ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ چار تکبیروں کے بغیر دوسری تمام روایات منسوخ ہیں۔

جنازہ کی تکبیریں تین:

حدثنا معاذ، عن عمران بن حدير, قال: صليت مع أنس بن مالک على جنازة فكبر عليها ثلاثا لم يزد عليها, ثم انصرف۔[23]

ترجمہ: عمران بن جدیر فرماتے ہیں میں نے حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنازہ پڑھا انہوں نے تین تکبیریں کہیں اور ان پر زیادہ نہیں کہیں، پھر جنازہ سے فارغ ہو گئے۔

جنازہ کی تکبیریں پانچ:

حدثنا هشيم، عن حصين، عن الشعبي، عن زيد بن أرقم, أنه صلى على ميت فكبر عليه خمسا۔[24]

ترجمہ: شعبی سے مروی ہے کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نماز جنازہ میں پانچ تکبیریں کہیں۔

جنازہ کی تکبیریں سات:

---

[23] مصنف ابن أبي شيبة۔ج۳ص۳۰۳

[24] مصنف ابن أبي شيبة ج۳ص ۳۰۲

حدثنا عبد الله بن نمير و وكيع قالا حدثنا إسماعيل بن أبي خالد عن موسى بن عبد الله بن يزيد قال صلى علي على أبي قتادة فكبر عليه سبعا۔ [25]

ترجمہ: موسیٰ بن عبد اللہ ابن یزید کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو قتادہ کے جنازہ میں سات تکبیریں کہیں۔

جنازہ کی تکبیریں نو:

حدثنا ابن فضيل، عن يزيد، عن عبد الله بن الحارث (1)، قال: صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم على حمزة فكبر عليه تسعا۔ [26]

ترجمہ: عبد اللہ ابن حارث رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ میں نو تکبیریں کہیں۔

جنازہ کی تکبیریں چھ:

حدثنا أبو بكر قال ثنا هشيم قال أخبرنا حصين عن الشعبي أن عليا صلى على سهل بن حنيف فكبر عليه ستا۔ [27]

ترجمہ: شعبی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سہل بن حنیف کا جنازہ پڑھایا اور چھ تکبیریں کہیں۔

جنازہ کی تکبیریں چار:

---

[25] المصنف-ابن أبي شيبة ج۷ ص ۳۱۰

[26] مُصنف ابن أبي شيبة ج۳ ص ۳۰۴

[27] المصنف-ابن أبي شيبة ج۷ ص ۳۱۱

عن أبي هريرة أن النبي صلى الله عليه وسلم صلى على النجاشي فكبر أربعا قال وفي الباب عن ابن عباس وابن أبي أوفى وجابر وأنس ويزيد بن ثابت قال أبو عيسى حديث أبي هريرة هذا حديث حسن صحيح۔[28]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بے شک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے نجاشی کا جنازہ پڑھایا، چار تکبیریں کہیں۔ چار تکبیروں کی روایات حضرت ابن عباس، ابن ابی اوفی، جابر، انس، یزید ابن ثابت رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہیں ابو عیسی ترمذی کہتے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔

عن عثمان بن عفان أن النبي صلى الله عليه وسلم صلى على عثمان بن مظعون وكبر عليه أربعا۔[29]

ترجمہ: حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ بے شک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے حضرت عثمان ابن مظعون کا جنازہ پڑھایا اور اس میں چار تکبیریں کہیں۔

حدثني سعيد بن المسيب أن أبا هريرة رضي الله تعالى عنه قال إن النبي صف بهم بالمصلى فكبر عليه أربعا۔[30]

ترجمہ: حضرت سعید ابن مسیّب کہتے ہیں بے شک حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے (حضرت نجاشی) کے جنازہ کے لئے لوگوں کی صف بنوائی اور چار تکبیریں کہیں۔

---

28 صحيح وضعيف سنن الترمذي ج٣ص ٢٢

29 سنن ابن ماجه الناشر: دار الفكر –بيروت ج ١ ص ٤٨١

30 عمدة القاري شرح صحيح البخاري ج ١٢ ص ٤٣١

چار تکبیریں کہنے والے جلیل القدر صحابہ کرام اور تابعین وغیرہ:

حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن عمر، عقبہ بن عامر، عبداللہ بن عباس، ابو ہریرہ ،امام حسن ابن علی ،زید ابن ثابت ،عبد اللہ ابن مسعود ،ابن الحنفی ،ابو مجلز، عبداللہ بن ابی اوفی ،ابراہیم نخعی، قیس بن ابی حازم، سوید رضی اللہ عنہم۔[31]

چار تکبیروں کے بغیر باقی منسوخ ہیں:

والجواب عن الأحديث التي فيها التكبير على الجنازة بأكثر من أربع أنها منسوخة۔[32]

ترجمہ: وہ احادیث جن میں چار تکبیروں سے زیادہ تکبیروں کا ذکر ہے وہ تمام منسوخ ہیں۔

قال بعضهم إن حديث النجاشي هو الناسخ لأنه مخرج في الصحيح من رواية أبي هريرة قالوا وأبو هريرة متأخر الإسلام وموت النجاشي كان بعد إسلام أبي هريرة رضي الله تعالى عنه ومما يؤكد هذا ما رواه قاسم بن أصبغ من حديث أبي بكر بن سليمان بن أبي حثمة عن أبيه قال كان النبي يكبر على الجنائز أربعا وخمسا وستا وسبعا وثمانيا حتى مات النجاشي فخرج إلى المصلى فصف الناس من ورائه فكبر عليه أربعا ثم ثبت النبي على أربع حتى توفاه الله تعالى۔[33]

ترجمہ: بعض اہل علم نے تمام احادیث (جن میں چار تکبیروں کے سواء ذکر ہے) کی منسوخیت کی اس طرح وضاحت کی کہ بے شک نجاشی کے جنازہ والی حدیث ناسخ ہے کیونکہ وہ صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایمان دیر سے قبول کیا لیکن نجاشی کی وفات ان کے اسلام لانے کے بعد ہوئی، اس کی تاکید ایک اور روایت

---

31 (احادیث ابن ابی شیبہ میں دیکھی جائیں)

32 عمدة القاري شرح صحيح البخاري ج ١٢ ص ١٩٣

33 عمدة القاري شرح صحيح البخاري ج٦ ص ١٦

سے ہوتی ہے۔ وہ روایت ابو بکر بن سلیمان بن ابی حثیمہ کی اپنے باپ سے ہے کہ نبی کریمصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے جنازہ پر چار تکبیریں کہیں، یہاں تک کہ نجاشی کی وفات ہوئی تو آپ جنازہ گاہ کی طرف تشریف لے گئے، لوگوں نے آپ کے پیچھے صفیں باندھیں، پھر آپ نے چار تکبیریں کہیں۔ آپ تکبیروں پر ہی قائم رہے یہاں تک کہ اس دنیا سے تشریف لے گئے۔

علامہ نووی رحمہ اللہ نے بھی ابو حثیمہ کی روایت کو ذکر کرنے کے بعد کہا ہے۔

وَقَالَ اِبْن عَبْدالْبَرّ: وَانْعَقَدَ الْإِجْمَاع بَعْد ذَلِکَ عَلَى أَرْبَع، وَأَجْمَعَ الْفُقَهَاء وَأَهْل الْفَتْوَى بِالْأَمْصَارِ عَلَى أَرْبَع، عَلَى مَا جَاءَ فِي الْأَحَادِيث الصِّحَاح، وَمَا سِوَى ذَلِکَ عِنْدهمْ شُذُوذ لَا يُلْتَفَت إِلَيْهِ، قَالَ: وَلَا نَعْلَم أَحَدًا مِنْ فُقَهَاء الْأَمْصَار يُخَمِّس إِلَّا اِبْن أَبِي لَيْلَى۔[34]

ترجمہ: ابن عبد البر نے کہا اجماع منعقد ہو گیا اس کے بعد (یعنی ابو حیثمہ کی روایت کے بعد) کہ جنازہ میں تکبیریں چار ہیں تمام فقہاء اور اہل فتوی حضرات کا اس پر اتفاق ہے اور صحیح احادیث سے چار کا ثبوت ملتا ہے باقی شاذ روایات ہیں ان کی طرف توجہ نہ کی جائے۔ تمام فقہاء کرام میں سے کوئی ایک بھی نہیں جو پانچ تکبیروں کا قائل ہو سوائے ابن ابی لیلیٰ کے۔

چار تکبیروں پر صحابہ کرام کا اتفاق:

حدثنا أبو معاوية، عن الأعمش، عن إبراهيم، قال: سئل عبد الله، عن التكبير على الجنائز، فقال: كل ذلک قد صنع ورأيت الناس قد أجمعوا على أربع۔[35]

---

[34] شرح النووی علی مسلم۔مشکول ج۳ص ۳۶۹

[35] مُصنف ابن أبي شيبة ج۳ص ۳۰۰

ترجمہ: حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ جنازہ میں کتنی تکبیریں ہیں تو آپ نے فرمایا تمام اقوال پر عمل ہوتا رہا۔ تحقیق میں نے لوگوں کو دیکھا کہ ان کا چار تکبیروں پر اجماع ہے۔

حدثنا هشيم، قال: أخبرنا مغيرة، عن إبراهيم، عن ابن مسعود، قال: كنا نكبر على الميت خمسا وستا، ثم اجتمعنا على أربع تكبيرات۔[36]

ترجمہ: حضرت ابراہیم نخعی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کا جنازہ کی تکبیروں میں اختلاف رہا لیکن بعد میں چار تکبیروں پر سب کا اتفاق ہو گیا۔

جنازہ میں ثناء وغیرہ آہستہ پڑھے:

سب سے بھاری دلیل تو قاضی شوکانی کا قول ہے، جن کے دلائل کے ارد گرد ہی غیر مقلدین گھومتے پھرتے ہیں۔ قاضی شوکانی رقمطراز ہیں۔

وذهب الجمهور الى انه لا يستحب الجهر فى صلوة الجنازة وتمسكوا يقول ابن عباس المتقدم لم اقرأ اى جهرا الا لتعلموا انه سنة ويقوله فى حديث ابى امامة سرا فى نفسه۔[37]

ترجمہ: جمہور حضرت اس طرح گئی ہیں کہ نماز جنازہ میں بلند آواز سے پڑھنا مستحب نہیں۔ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول (جو پہلے گذر گیا) سے دلیل پکڑی ہے، آپ نے فرمایا کہ میں نے بلند آواز سے صرف اس لئے پڑھا ہے کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ فاتحہ (بوجہ ثناء) پڑھنا سنت ہے اور جمہور کے مذہب کی یہ دلیل بھی ہے کہ ابو امامہ کی حدیث میں (سرا فی نفسه) (آہستہ آواز میں پڑھنا یعنی دل ہی دل مین پڑھنا) آتا ہے۔

---

[36] مصنف ابن أبي شيبة ج٣ ص ٣٠١

[37] نيل الاوطار ج٤ ص ٦٦

آہستہ پڑھنے میں اہل علم کا اتفاق:

"ویسر القرأۃ والدعاء فی صلوۃ الجنازۃ لا نعلم بین اھل العلم فیہ خلافا"۔[38]

ترجمہ: نماز جنازہ میں ثناء اور دعاء آہستہ آواز میں پڑھی جائیں۔ ہمیں کوئی معلوم نہیں کہ اہل علم نے اس میں کسی قسم کا اختلاف کیا ہو۔

یعنی اہل علم کا تو اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ اگر اختلاف ہوتا تو ہمارے علم میں بھی آتا۔ ہاں اگر علم والے حضرات کے بغیر دوسری لوگ اختلاف کریں تو ان کے اختلاف کا کوئی اعتبار بھی نہیں۔

نماز جنازہ کے بعد دعاء:

اس مسئلہ پر اگر کسی نے تفصیلی علم حاصل کرنا ہو تو میری کتاب شمع ہدایت کا مطالعہ کرے میں نے اس مسئلہ پر بفضلہ تعالیٰ کے بحث اس میں ذکر کی ہے۔ تاہم ایک حدیث اور اس کی وضاحت فائدہ کے لئے یہاں بھی ذکر کر رہا ہوں۔

جنازہ کے بعد دعاء کا واضح ثبوت:

"عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اذا صلیتم علی المیت فاخلصلوا لہ الدعاء"۔[39]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا جب تم میں پر نماز جنازہ پڑھ چکو تو اس کے لئے خلوص سے دعاء کرو۔

یہ حدیث صحیح ہے۔ اس حدیث پاک کی صحت میں کوئی شک نہیں۔ اس لئے مرقاۃ میں ملا علی قاری رحمہ اللہ نے فرمایا۔

---

[38] المغنی لابن قدامۃ ج ۲ ص ۴۸۶

[39] مشکوۃ باب الجنائز ص ۱۴۶

(قال ابن حجر و صححہ ابن حبان)

ترجمہ: ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس حدیث کو ابن حبان نے صحیح کہا ہے حدیث پاک کو سمجھنے کے لئے دو ضابطہ مد نظر رہیں۔ پھر حدیث پاک کا مفہوم واضح ہو جائے گا۔

پہلا ضابطہ:

"متی امکن العمل بھا سقط المجاز ھذا اصل کبیر لنا یتفرع علیہ کثیر من الاحکام ای مادام امکن العمل بالمعنی الحقیقی سقط المعنی المجازی لانہ مستعار و المستعار لا یزاحم الاصل"۔[40]

ترجمہ: جب تک حقیقت پر عمل ممکن ہو مجاز پر عمل کرنا ساقط ہو جائے گا (متن کی اس عبارت کو شارح نے اس طرح بیان فرمایا ہے) یہ ہمارے نزدیک بہت بڑا قانون ہے جس پر بہت احکام متفرع ہوتے ہیں۔ یعنی جب تک معنی حقیقی پر عمل ممکن ہو معنی مجازی ساقط ہو جائے گا۔ اس لئے کہ معنی مجازی تو عاریۃً (مانگ کر) لیا جاتا ہے۔ جو چیز عاریۃً لی جائے وہ اصل سے مقابلہ کی صلاحیت نہیں رکھتی۔

پہلا ضابطہ:

"والفاء للوصل و التعقیب ای لکون المعطوف موصولا بالمعطوف علیہ متعقبا بلا مھلۃ"۔[41]

ترجمہ: جس جگہ لفظ "فا" استعمال ہوا اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ معطوف و معطوف علیہ کے بعد متصل بلا مہلت پایا گیا ہے۔

---

[40] نور الانوار مبحث الحقیقۃ و المجاز۔

[41] نور الانوار مبحث حروف العطف۔

یعنی فاء کے بعد آنے والا "فا" کے پہلے آنے والے کے بعد ہی واقع میں بھی پایا جائے گا۔ لیکن متصل۔ یعنی دونوں کے درمیان وقفہ، مہلت نہیں پائی جائے گی۔ بلکہ ایک ساتھ ہی آگے پیچھے پائے جائیں گے۔ جیسے یہ کہا جائے۔ "جاءنی زید فبکر "تو اس کا معنی یہ ہو گا۔ میرے پاس زید آیا اس کے بعد بغیر کسی دیر کے بکر بھی آ گیا۔

اب دونوں ضابطوں کو بیک وقت ذھن میں رکھ کر حدیث پاک کے معنی کی طرف غور کرو مسئلہ واضح سمجھ آ جائے گا۔ حدیث پاک کا معنی یہ ہے۔

جب تم میں پر نماز پڑھ چکو تو بغیر کسی دیر کے اس کے لئے خلوص سے دعاء کرو۔ اس معنی کے بغیر یہ معنی کرنا غلط ہے عربی کے تمام ضوابط کو پس پشت ڈال کر عربی سے بے خبر لوگوں کو تو دھوکہ دیا جا سکتا ہے۔ لیکن اصحاب علم ان کے دھوکہ میں نہیں آ سکتے۔

اب اس مختصر بحث کی بعد عقل و شعور رکھنے والے حضرات سمجھ جائیں گے کہ جنازہ کے بعد دعاء کرنے کا حکم خود نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے دیا ہے۔'

جنازہ کے بعد دعاء کرنے سے روکنے والے ساری عمر سر پیٹتے رہیں کتب کی ورق گردانی کرتے رہیں۔ ان شاء اللہ ایک حدیث بھی نہیں پیش کر سکیں گے کہ جس میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے جنازہ کے بعد دعاء کرنے سے منع کیا ہو۔

اور ایک آیۃ بھی نہیں پیش کر سکیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہو۔

ہاں البتہ کافروں کے لئے دعاء کرنے سے رب تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ رب تعالیٰ کا ارشاد گرامی:

وَ لَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّ لَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ-اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ مَاتُوْا وَ هُمْ فٰسِقُوْنَ۔ (سورۃالتوبہ۔84)

ترجمہ: اور ان میں سے کسی کی میّت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا بے شک وہ اللہ ورسول سے منکر ہوئے اور فسق ہی میں مر گئے۔

ممکن ہے کہ وہابی بھی سب مرنے والوں کو کافر سمجھ کر جنازہ کے بعد دعاء نہ کرتے ہوں۔ اسی لئے صادق صاحب نے صلوۃ الرسول ص 441 میں یہ لکھ دیا" نماز جنازہ ختم ہو جانے کے بعد جنازہ کے ارد گرد جمع ہو کر فاتحہ خوانی کرنی بے اصل ہے"۔

سبحان اللہ رب تعالیٰ نے جن لوگوں کو دعاء سے محروم کرنا ہوتا ہے ان کو اس روہ پر چلاتا ہے "و من یضلله فلا ھادی له" پنجابی کا یہ جملہ کیسے ان جاہلوں پر سچا آتا ہے "مویا مر دودنہ فاتحہ نہ درود" جاہلو تف تمہاری عقل پر۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه سیدنا محمد و اله و صحبه اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

حررہ:

العبد الفقیر السید احمد علی شاہ ترمذی حنفی سیفی

حال فقیر کالونی اورنگی ٹاؤن

جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ